18366

استفتاء

میرا خاندان سیاسی ہے، میرے والد صاحب تین بار ویسٹ پاکستان اسمبلی کے ممبر رہے ہیں، میں خود بھی تین بار MPA سندھ اسمبلی، دوبار چیف مانیسٹر کا ایڈوائزر، اور ایک بار وزیر رہا ہوں، میرے والد نے ۱۷۶ ایکڑ زمین، کچھ دکانیں اور ایک اوطاق (بیٹھک) عوامی سیاسی وسماجی خدمات کیلئے وقف کی تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ہی یہ زمین، اوطاق اور دکانوں کے ساتھ ساتھ سیاست میرے حوالے کردی تھی، چنانچہ اسی سیاست کی وجہ سے غریب اور مظلوم لوگ میرے پاس اپنے مسائل حل کروانے کی خاطر آتے، میں اپنی سیاست کو برقرار رکھتے ہوئے ان کی اب تک مدد کررہا ہوں، اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ وقف املاک میں فروخت کرسکتا ہوں یا اگر یہ زمین وغیرہ دیکر تبادلہ میں کوئی دوسری زمین لینا چاہوں تو دین اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ ان سوالات کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں بتادیں۔

مستفتی: غلام رسول ۲۶.۱۱.۲۰۱۹

پتہ: B-18-A,sunset Avenue,phase-11,D.H.A,KHI

فون#: 0301-8216622

(جواب منسلک ہے)

دارالافتاء فتویٰ نمبر ۷۲/۲۰۲۷ مورخہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق چونکہ مذکورہ زمین، دکانیں اور اوطاق عوامی، سیاسی اور سماجی خدمات کیلئے وقف کی گئی ہیں، اس لئے شرعاً یہ وقف درست ہے، اور چونکہ شرعاً وقف املاک کو بیچنا یا کسی دوسری زمین سے تبادلہ کرنا جائز نہیں، اس لئے مذکورہ املاک کو بھی بیچنا یا کسی دوسری زمین سے تبادلہ کرنا جائز نہیں، البتہ ان وقف املاک سے نفع اور فائدہ اٹھانے میں یہ تفصیل ہے:

(الف) ان وقف املاک کے عین یعنی زمین، دکان اور اوطاق سے فائدہ اٹھانا امیر و غریب دونوں کیلئے جائز ہے، مثلاً رہائش کیلئے ان کو ٹھہرانا یا میٹنگ کیلئے استعمال کرنا وغیرہ۔

(ب) ان وقف املاک کی آمدنی (مثلاً دکانوں کا کرایہ، زمین کی پیداوار وغیرہ) سے غریب اور محتاج لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس میں کوئی حد بندی نہیں ہے، البتہ اگر پیداوار (کرایہ، غلہ وغیرہ) سے فائدہ اٹھانے والے امیر اور مالدار لوگ ہوں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر واقف نے ان کی کوئی تعداد مقرر کی ہو تو صرف وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، دوسرے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، لیکن اگر واقف نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی، تو مالدار لوگ وقف کی آمدنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، بلکہ ایسی صورت میں اس کا فائدہ صرف غریب و مسکین لوگ ہی اٹھا سکتے ہیں۔

**المبسوط للسرخسي – (١٢ / ٣٤)**

والحاصل أنه متى ذكر مصرفا فيه تنصيص على الفقر والحاجة فهو سواء كانوا يحصون، أو لا يحصون؛ لأن المطلوب وجه الله تعالى ومتى ذكر مصرفا يستوي فيه الأغنياء والفقراء فإن كانوا يحصون فذلك صحيح لهم باعتبار أعيانهم، وإن كانوا لا يحصون فهو باطل إلا أن يكون في لفظه ما يدل على الحاجة استعمالا بين الناس لا باعتبار حقيقة اللفظ كاليتامى فحينئذ إن كانوا يحصون فالفقراء والأغنياء فيه سواء، وإن كانوا لا يحصون فالوقف صحيح وتصرف إلى فقرائهم دون أغنيائهم؛ لأن الاستعمال بمنزلة الحقيقة في جواز تصحيح الكلام باعتباره وتمام بيان هذه الفصول في كتاب الوصايا.

**المبسوط للسرخسي – (١٢ / ٣٣)**

كذلك إن جعلها سكنى للغزاة والمرابطين في ثغر من الثغور، أو جعل غلة أرضه للغزاة في سبيل الله تعالى ودفع ذلك إلى ولي يقوم به فهو جائز، ولا سبيل له إلى رده؛ لأنه قصد التقرب بما صنع. فأما السكنى فلا بأس بأن

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

يســـكنها الغني والفقير من الغزاة والمرابطين والحاج، وكذلك نزول الخان والدفن في المقبرة.

فأما الغلة التي جعلت للغزاة فلا يعجبني أن يأخذ منها إلا محتاج إليها؛ لأن الغلة مال يملك والتقرب إلى الله تعالى بتمليك المال يكون من المحتاج خاصـــة دون الغني بخلاف الســـكنى وحقيقة المعنى في الفرق أن الغني مستغن عن مال الصدقة بمال نفسه وهو لا يستغني بماله عن الخان لينزل فيه وعن الدفن في المقبرة فلا يمكنه أن يتخذ ذلك في كل منزل وربما لا يجد ما يستأجره؛ فلهذا يستوي فيه الغني والفقير وهو نظير ماء السقاية والحوض والبئر فإنه يســـتوي فيه الغني والفقير لهذا المعنى، وهذا؛ لأن الماء ليس بمال قبل الإحراز والناس يتوسعون فيه عادة، ولا يخصون به الفقراء دون الأغنياء بخلاف المتصدق بالمال.

**فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي (١٤/ ١٠٠)**

( وَإِذَا صَحَّ الْوَقْفُ لَمْ يَجُزْ بَيْعُهُ وَلَا تَمْلِيكُهُ ،

قَوْلُهُ ( لَمْ يَجُزْ بَيْعُهُ وَلَا تَمْلِيكُهُ ) هُوَ بِإِجْمَاعِ الْفُقَهَاءِ أَمَّا امْتِنَاعُ التَّمْلِيكِ فَلِمَا بَيَّنَّا ) مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ { تَصَدَّقْ بِأَصْلِهَا لَا يُبَاعُ وَلَا يُورَثُ وَلَا يُوهَبُ }

**الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٤ / ٣٥١)**

(فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن)

(قوله: لا يملك) أي لا يكون مملوكا لصـــاحبه ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاســـتحالة تمليك الخارج عن ملكه، ولا يعار، ولا يرهن لاقتضائهما الملك درر؛ ويستثنى من عدم تمليكه ما لو اشترط الواقف استبداله وسيأتي الكلام عليه،

**الفتاوى الهندية – (٢ / ٤٩٠)**

ولا يجوز تغيير الوقف عن هيئته فلا يجعل الدار بســـتانا ولا الخان حماما ولا الرباط دكانا، إلا إذا جعل الواقف إلى الناظر ما يرى فيه مصلحة الوقف، كذا في السراج الوهاج.

**البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (٥ / ٢٠٩)**

وفي البزازية معنى الجواز جواز صـــرف الغلة إلى تلك الجهة ويتبع شـــرطه ويصـــح نصب المتولي عليه فإذا ثبتت هذه الأحكام

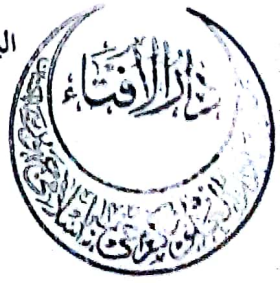

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

**الفتاوى الهندية – (٢ / ٣٦٩)**

لا يجوز الوقف على الأغنياء وهم يحصـــون ثم بعدهم على الفقراء يجوز ويكون الحق للأغنياء ثم للفقراء كذا في محيط السرخسي.

**الفقه الإسلامي وأدلته–أ. د. وهبة الزحيلي – (١٠ / ٣٥٩)**

لا يجوز تغيير المصـرف، مع إمكان المحافظة عليه، كما لا يجوز تغيير الوقف بالبيع، مع إمكان الانتفاع به.....واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۱۸/ ربیع الاوّل/ ۱۴۴۰ھ

27/ نومبر/ 2018ش

محمد اویس

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۸/ ربیع الاوّل/ ۱۴۴۰ھ

27/ نومبر/ 2018ش

Scanned by CamScanner